اصحاب علم دین۔ ممتاز فقیہ اور اپنے دور کے مفتی اعظم تھے۔ سلوک و معرفت میں بڑا اونچا مقام رکھتے تھے۔ ہزاروں عوام و خواص آپ کے مرید تھے اور پورے متحدہ ہندوستان اور دوسرے ممالک میں پھیلے ہوئے تھے۔ آپ کے ایک سگے چچا حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم تھے۔ اور عربی زبان کے مشہور ادیب اور شاعر تھے۔ اور اپنے فہم و تدبر میں شہرت رکھتے تھے۔ دوسرے چچا شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ تھے۔ جو دارالعلوم دیوبند کے عرصہ تک صدر مہتمم رہے۔ پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے شیخ الحدیث ہوتے اور پاکستان کے شیخ الاسلام۔

لیکن یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ مفتی صاحب نے ان بزرگوں میں سے کسی کا کوئی سہارا نہیں لیا۔ اور ان کے نام پر کوئی منصب اور مقام حاصل نہیں کیا۔ جو کچھ کیا اپنی ذاتی صلاحیت اور استعداد پر اعتماد کر کے کیا اپنا مقام اور منصب خود حاصل کیا، ہمارے بزرگ قاضی زین العابدین صاحب مدظلہ نے بہت درست لکھا ہے۔

"ہمارے مفتی صاحب نے انہی بزرگوں کی آغوش میں تربیت پائی اور وہ ان کے علمی و عملی کمالات سے بہرہ اندوز ہوتے۔ مفتی صاحب ان اسلاف کرام کے خلفِ صالح تھے۔ مگر انہوں نے کبھی ان کی قبروں کا سودا نہیں کیا۔ وہ اگر اپنے والد بزرگوار کے مسند بیعت و ارشاد پر بیٹھنا پسند کرتے، تو بے شبہ ہزاروں لوگ ان کے آگے سر نیاز جھکاتے اور ان کے سامنے بھی تحفہ و ہدایا کی رقوم کے ڈھیر لگ جاتے، مگر انہوں نے ہمیشہ اس سے احتراز کیا۔ انہوں نے ہمیشہ بزرگوں کی استخواں فروشی سے اظہار بیزاری کیا اور اپنی ذاتی صلاحیتوں سے کام لے کر اپنے لئے کامیابی کی راہ نکالنے کو پسند کیا، (برہان مفکر ملت نمبر)

مفتی صاحب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اہلِ علم کی مجلس اور خالص علمی مجمع پر کنٹرول

کرنے کا ملکہ تامہ حاصل تھا۔ قدیم و جدید دونوں طرح کے تعلیم یافتہ آپ کی باتوں سے خوش ہوتے تھے اور ساتھ ہی متاثر بھی ہوتے تھے۔ کل ہند مجلس مشاورت، اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جلسوں میں حضرت مفتی صاحب کی یہ صلاحیت نمایاں ہوکر سامنے آتی تھی۔ اصابتِ رائے اور معاملہ فہمی آپ کا وصفِ خاص تھا۔ اُلجھے ہوئے مسائل کو سلجھانا مفتی صاحب کے لئے بہت آسان ہوا کرتا تھا لوگ دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتے تھے۔

عوام و خواص، سرکاری اور غیر سرکاری، کانگریسی اور غیر کانگریسی سارے کے سارے آپ کی عزت کیا کرتے تھے۔ بعض مرکزی وزراء تک مشورہ کے لئے آپ کی خدمت میں پہونچتے تھے۔ اور آپ سے مشورہ حاصل کرکے خوش ہوا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت ساری خوبیاں آپ میں جمع کردی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ سارے اہلِ علم ذی رائے اور ملک و ملت سے دلچسپی رکھنے والے آپ کی قدر کیا کرتے تھے۔

آپ کبھی سخت سے سخت موقع پر بھی مایوس نہیں ہوتے تھے۔ زمانہ کے سینکڑوں نشیب و فراز آپ نے دیکھے اور کتنے ہی طوفانوں اور آندھیوں سے ہوکر گذرے لیکن کبھی خوف و ہراس اور ناامیدی آپ پر طاری نہیں ہوئی۔

عمر کے آخیر حصہ میں فالج نے آپ کو صاحبِ فراش کر دیا تھا۔ ان کو دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے۔ مگر مفتی صاحب اس حالت میں بھی تر و تازہ نظر آتے تھے۔ اور اپنی باتوں سے آنے والوں کو حوصلہ بخشتے تھے۔ مگر مرض بڑھتا گیا اور آخر وہ وقت بھی آیا کہ عمر کی چوراسی منزلیں پوری کرکے اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ اور اپنے پیچھے ملک و ملت کو سوگوار چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائے۔

کاروانِ حریت کے سپہ سالار جمہوری قدروں کے پاسبان

مفکرِ ملت

حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ

مولانا مفتی جمیل الرحمٰن قاسمی ، شاہ ولی اللہ اکیڈمی ، نئی دہلی

بنی نوع انسان کی تاریخ میں ہزار ہا اربابِ فضل و کمال ، اہلِ فراست اہلِ بصیرت صاحبانِ علم و عرفان ، کائناتِ رنگ و بو کے مطلعِ وجود پر آفتاب و ماہتاب بن کر نمودار ہوئے ۔ اور پھر کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ کی تصدیق کرتے ہوئے فنا کے دبیز پردوں میں روپوش ہو گئے ، تاہم کچھ اہلِ کمال اور ایثار پیشہ افراد قفسِ عنصری سے آزاد ہو کر نقشِ دوام کی حیثیت سے جلوہ گر رہتے ہیں ۔ اور دنیا کا ہر گوشہ اور ہر طبقہ ان کے تذکار سے رونق اور آسودگی حاصل کرتا ہے ۔ ؎

فغاں کہ گشت نیوشندۂ سخن خاموش
دگر چہ گونہ تسلی کنم من ایں لب و گوش

مفکرِ ملت حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی اس نوع استثنا کی ایک زندہ جاوید مثال ہیں ۔ حضرت مفتی صاحب کاروانِ حریت کے عظیم سپہ سالار اور جمہوری اقدار و روایات کے پاسبان ہیں ۔ انڈین نیشنل کانگریس اور جمعیت علماء ہند کے پلیٹ فارم سے متحدہ قومیت کا درس دیا ، فرقہ واریت کو زہر ہلاہل بتایا ، فرنگی سامراج

کے خلاف کھل کر دلکش جنگ لڑی۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، اور جہادِ حریت کے لئے سپاہی کی حیثیت سے قربانی کی ہر منزل پر قائدانہ رول ادا کیا۔ حق گوئی، بے باکی، اور بے خوفی میں ہمیشہ اسداللّٰہی سے سرشار نظر آئے۔ ؎

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسداللّٰہی
آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آزادیٔ وطن کے بعد مفتی صاحب کی تمامتر توجہ ملک کے منتشر شیرازہ کو یکجا کرنے پر صرف ہوئی۔ ملک کے مختلف فرقوں میں تال میل پیدا کرنے کی ایک پُرخلوص لگن تھی۔ برادرانِ وطن کو دردبھری آواز سے اتحاد اور اعتماد پیدا کرنے کا درس دیتے تھے، فرقہ وارانہ فسادات، آزاد ہندوستان کی پیشانی پر کلنک لگا رہے تھے، مفتی صاحب اپنے بزرگوں اور رفقاءِ کار کے ساتھ اس بدنامی کو نیک نامی سے بدلنے کا ماحول پیدا کر رہے تھے، فضا میں انتشار تھا، تشتت تھا، انارکی اور لاقانونیت تھی، مفتی صاحب کے قلب و جگر میں اضطراب تھا، بے چینی تھی، اور کسک اور ہوک کی کیفیت تھی، جمعیت علماء کے قائد ہوتے ہوئے بھی وہ پوری قوم سے مخاطب ہوتے تھے۔ ان کی افتادِ طبع تفرقہ اور گروپ بندی سے بیزار تھی، ان کے یہاں سب ہم وطن بھائی تھے۔ ایک فرقہ کی تباہی کو وہ پوری قوم کی تباہی سے تعبیر کرتے تھے۔ انہوں نے مجاہدِ ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰنؒ صاحبؒ سیوہاروی کی قیادت میں ایک کنونشن بلایا۔ جس میں ہر پارٹی کے نمائندے موجود تھے، سب نے بلاامتیاز مذہب و ملت اس مسئلہ پر تشویش ظاہر کی، اور فسادات پر قابو پانے کے لئے حکومت کے سامنے کچھ تجاویز پیش کیں۔ پھر کلکتہ کے ہولناک فساد پر مفتی صاحب کی بے چینی بہت زیادہ بڑھ گئی۔ اور انہوں نے مسلم جماعتوں کا ایک مشترک پلیٹ فارم

تیار کیا۔ یہ بات شاید ارباب بست وکشاد کو اچھی معلوم نہ ہوئی، اور جمعیت علماء کی قیادت بدلنے کا فیصلہ کر دیا گیا۔

اس کے چند ماہ بعد حضرت مفتی صاحب کو اپنے اعوان و انصار کے ساتھ جمعیت سے بے دخل ہونا پڑا۔ لیکن مفتی صاحب نے اپنی روایت اور وضعداری میں فرق نہ آنے دیا۔ متحدہ قومیت اور سیکولرازم کے لئے وہ برابر لڑتے رہے۔ کانگریس کا پلیٹ فارم انھوں نے نہ چھوڑا۔ اور جمہوریت کے بقاء و ارتقاء کے لئے اپنی جد وجہد جاری رکھی۔ ملک کا سیکولر طبقہ مفتی صاحب کی اس وضعداری کی قدر کرتا تھا۔

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد، رفیع احمد قدوائی، حافظ محمد ابراہیم صاحب، ڈاکٹر سید محمود صاحب ڈاکٹر ذاکر حسین، فخر الدین علی احمد، جنرل شاہنواز خاں، مسٹر شفیع قریشی، جناب یونس سلیم صاحب ضیاء الرحمٰن انصاری، خورشید عالم خاں اور دوسرے رہنما مفتی صاحب کو اپنا شریکِ سفر سمجھتے تھے۔ اور اہم امور میں ان کی آراء قبول کرتے تھے۔

دوسری جانب مسلم مکاتبِ فکر کے زعماء، مفتی صاحب کو پکا قوم پرست سمجھنے کے باوجود اپنا مخلص اور مسیحا گردانتے تھے، جناب محمد اسماعیل صاحب، ڈاکٹر عبدالجلیل فریدی، جناب ذوالفقار اللہ صاحب، محترم سیدنا برہان الدین صاحب، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی، امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ رحمانی صاحب جناب سید حامد صاحب، مولانا محمد یوسف صاحب، مولانا ابواللیث صاحب، جناب ابراہیم سلیمان سیٹھ صاحب، سلطان صلاح الدین اویسی صاحب اور جناب محمد مسلم صاحب وغیرہ حضرت مفتی صاحب کی فراست و دور اندیشی کے قدرداں تھے، اور ان کی آراء اور مشوروں کو ملی جماعتوں اور مذہبی اداروں کے حق میں مفید تر خیال کرتے تھے، علی گڈھ مسلم یونیورسٹی ہو یا جامعہ ملیہ، امارت شرعیہ ہو ندوۃ العلماء، دارالعلوم ہو یا مظاہر علوم، جملہ مراکز کا حسن انتظام مفتی صاحب کا رہین منت رہا۔ وہ تمام اداروں کو اپنا ادارہ اور تمام جماعتوں کو اپنی جماعت سمجھتے تھے، کسی

مرکز یا ادارہ میں طوفان آیا۔ ارباب حل وعقد ندوۃ المصنفین میں جمع ہو گئے، مفتی صاحب درد اور تڑپ کا اظہار کرتے، اور ٹوٹتے ہوئے دلوں کو جوڑ کر بحران کو ختم کر دیتے۔ ان واقعات کو اگر تفصیل کا جامہ پہنایا جائے۔ تو دفاتر کے دفاتر درکار ہیں۔ ؎

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار

گلچینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت (جس کو تمام مکاتب فکر کی نمائندگی حاصل ہے) کی صدارت اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے ہر بار تمام زعماء نے مفتی صاحب کو مشاورت کا صدر منتخب کیا۔ اہلِ سیاست جو بالعموم ظاہر و باطن کا فرق رکھتے ہیں، اور اپنے رازہائے سربستہ کسی پر ظاہر نہیں کرتے، مفتی صاحب کو اپنے مخفی ارادوں سے مطلع کرتے، اور ان کی بصیرت و فراست سے بے تکلف مستفید ہوتے، اس وضع و کردار کا انسان بلا ریب صدیوں میں پیدا ہوتا ہے۔ رُبع مسکوں پر بسنے والے ابنِ آدم کیا، عرشیوں کی جماعت بھی اس پیکرِ خلائق پر رشک کرتی ہے ... کہکشاں اس کی عملی ضیا پاشیوں سے نور اخذ کرتا ہے اور گیتی کے گلہائے رنگارنگ اس کے بے لوث کارناموں کی تخم کاریوں سے زینت اور تابانی حاصل کرتے ہیں۔ ؎

جمع ہیں تجھ میں سب وصف و ہنر اے مجمعِ خوبی

ملاقاتی ترا گویا بھری محفل سے ملتا ہے

اپنی ان گوناگوں مصروفیات کے باوجود چھوٹے مدارس و مکاتب سے بھی مفتی صاحب نگرانی اور سرپرستی کا تعلق رکھتے تھے، مدارس کے اربابِ اہتمام ان کے پاس جاتے۔ اور ان کا قیمتی وقت لیتے۔ مفتی صاحب تکان اور نقاہت کے باوجود ان کے مسائل سے پوری دلچسپی لیتے۔ جمعیت علماء سے علیحدہ کئے جانے کے باوجود بھی سینکڑوں مدارس ان کی سرپرستی میں کام کرتے تھے۔ والد محترم حضرت الحاج قاری عبدالرحمٰن صاحب اور ان کے جامعہ رحمانیہ سے بھی مفتی صاحب کو تعلقِ خاطر رہا۔ بار ہا جامعہ کے جلسوں کو رونق بخشی، اور اپیلیں